بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالاتِ کاظمی

حصہ اول

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مکتبہ ضیائیہ

بوہڑ بازار، راولپنڈی، پاکستان

کتاب ———— مقالاتِ کاظمی جلد اول
تصنیف ———— علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی
مرتبہ ———— مولانا غلام رسول صاحب سعیدی
کتابت ———— محمد حنیف گل ،
طباعت بار اوّل ———— رجب المرجب ۱۳۹۷ھ
مطبع ———— لاہور
صفحات ———— ۵۰۴
قیمت ————

کتابوں میں سے مشکوٰۃ شریف میں سے یہ حدیث نکال کر پیش کی۔ کہنے لگا: مشکوٰۃ بے سند کتاب ہے۔ میں اس کو نہیں مانتا۔ ترمذی میں دکھاؤ۔ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ترمذی شریف کھولی تو سامنے سورہ ص کی تفسیر میں وہی حدیث نکل آئی۔ جب مولوی عبدالعزیز کو یہ حدیث دکھائی تو وہ غصہ میں آگ بگولہ ہو گیا اور طیش میں آکر کتاب کو پھینک دیا۔ جیسے ہی مولوی عبدالعزیز نے ترمذی شریف اٹھا کر پھینکی حضرت کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا تو گستاخ اور بے ادب ہے۔ اب میں تجھ سے مناظرہ نہیں کرتا، مباہلہ کروں گا۔ چنانچہ دونوں نے یہ الفاظ کہے "اگر میرا مقابل حق پر ہو اور میں باطل پر ہوں تو میں ایک سال کے اندر خدا کے قہر و غضب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاؤں اور اگر میں حق پر ہوں تو میرا مقابل خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے"۔ مباہلہ کرنے کے بعد آپ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

مولوی عبدالعزیز جب گوجرانوالہ پہنچے اور صبح کی نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دینے کے لیے بیٹھے اور بولنا چاہا، تو الفاظ منہ سے نہ نکلے، زبان باہر نکل آئی۔ کافی دنوں تک علاج کی کوشش کی گئی لیکن ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ کوئی مرض ہو تو اس کا علاج کیا جائے۔ یہ تو عذاب الٰہی ہے۔ بالآخر سال پورا ہونے سے پہلے ہی وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے گفتگو

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران مختلف مکاتب فکر کے علماء کراچی میں اکٹھے ہوئے۔ ایک مجلس میں مولانا ظفر احمد انصاری، مفتی محمد شفیع، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا محمد ادریس کاندھلوی سید ابوالاعلیٰ مودودی اور حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب جمع ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں حضرت صاحب نے مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے فرمایا، آپ نے اپنی کتاب الکلام میں مرزا غلام احمد قادیانی کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کے لیے ضروری ہے کہ اس کا حسب نسب اپنے زمانہ کے تمام احساب و انساب سے افضل ہو حالانکہ یہ بات بے دلیل ہے۔ مولانا ادریس کاندھلوی صاحب نے کہا کہ میں نے تو حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

كذالك تبعث الانبياء في احساب قومهم۔

(انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کے بہترین نسب سے مبعوث کیئے جاتے ہیں)

آپ نے فرمایا حدیث کا ترجمہ تو یہ ہے کہ جس قوم کی طرف نبی مبعوث ہو اس کا نسب اس قوم میں افضل ہوتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے نبی کا نسب اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے، کہنے لگے اگر میں نے یہ لکھ دیا تو کیا خرابی لازم آئی۔ حضرت نے فرمایا: خرابی یہ ہے کہ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں اسماعیل کو فضیلت دی اور اولاد اسمٰعیل میں کنانہ کو فضیلت دی اور کنانہ میں قریش کو اور قریش میں بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں مجھے فضیلت دی۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت ابراہیم کے دو فرزندوں اسحٰق اور اسمٰعیل علیہما السلام میں حضرت اسماعیل کا نسب حضرت اسحٰق سے افضل تھا۔ اور جس زمانہ میں نسل اسحٰق سے بنی اسرائیل کے انبیاء مبعوث ہوئے اس وقت حضرت اسمٰعیل کی اولاد بھی، موجود تھی اور ان کا نسب بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل تھا۔ اب اگر نبی کے لیے ضروری ہو کہ اس کا نسب اپنے زمانہ کے تمام انساب سے افضل ہو تو لازم آئے گا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء انبیاء نہ رہیں کیونکہ ان کا نسب اپنے زمانہ کے نسب اسماعیل سے افضل نہ تھا اور انبیائے بنی اسرائیل کی نبوت کے انکار سے بڑھ کر اور کون سی خرابی ہوگی۔ جب حضرت نے یہ ایراد قائم فرمایا تو مولانا ادریس صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور مجلس وہیں برخاست ہو گئی۔

قاضی نجد سے گفتگو

حضرت علامہ حرم رسول میں حاضر تھے۔ پر سوز گذارشات اور التجائیں کر رہے تھے۔ چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور پیٹھ کعبہ کی جانب تھی۔ نجدی پہرہ داروں نے منع کیا اور کہا کعبہ کی طرف پیٹھ نہ کرو بلکہ کعبہ کی طرف منہ کر کے حضور کی طرف پیٹھ کر لو، آپ نے ان کے انکار کی طرف ذرا التفات نہ کیا۔ دوسرے دن آپ کو قاضی کے سامنے پیش کیا گیا۔ قاضی نے پوچھا کیا آپ قبر رسول کو کعبہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کعبہ کی بات کرتے ہو، میں تو اس جگہ کو عرش سے بھی افضل جانتا ہوں۔ اس نے پوچھا دلیل۔ آپ نے فرمایا: دیکھو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔